مولانا عبداللہ عفیف

الاستفتاء

مکرمی و محترمی جناب مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مہربانی فرما کر مندرجہ سوالات کے جوابات قرآن و سنت کی روشنی میں دے کر مشکور فرمائیں۔ سوالات یہ ہیں :۔

(۱) یہ جو آج کل اپنے آپ کو لوگ عامل کہلاتے ہیں۔ جنات کے ذریعے غیب کی چیزوں کا پتہ چلانا، تعویز دینا اور اس قسم کے کاروبار کرنا، دین میں شامل کر رکھے ہیں کیا ان کا دین میں کہاں تک وجود ہے۔

(۲) مومن کو ناراضگی اپنے چھوٹے بڑے سے کتنی دیر تک رکھنی چاہیئے۔

(۳) کیا جو اپنی ساری باتیں ختم کر کے جس کے گھر چلا جائے وہ جا کر کہے کہ میں تو آگیا ہوں آپ کی شفقت کی ضرورت ہے۔ ان کو کیا کرنا چاہیے

سائل (۱) عبدالمالک ریپرفیومر، گوڑھا محلہ، منڈی بہاؤالدین۔

(۲) عبدالحفیظ سبزواری، جمعیت شبان اہلحدیث، بہاوالدین، منڈی۔

الجواب بعون الوہاب

۱۔ واضح ہو کہ ایسے لوگ محض جعلساز، مکار، دغاباز اور جھوٹے ہیں۔ کیونکہ غیب کا علم نہ تو کسی نبی مرسل کو ہوتا ہے اور نہ ملک مقرب کو اور نہ کسی جن کو، جب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی انسان اور جن کو علم غیب ہی نہیں تو جنات کے ذریعہ جو باتیں بھی بتائی جائینگی وہ محض جھوٹ اور افتراء کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۔ (نمل ۶۵)

یعنی اے پیغمبر! کہہ دو جتنے لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں (آدمی ہوں یا جن یا فرشتے

کسی کو علم غیب نہیں بجز خدا کے اور ان کو یہ خبر بھی نہیں کہ وہ کب جی کر اٹھیں گے۔

۲۔ قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ (انعام ۵)

کہہ دے میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور یہ بھی کہہ دے میں غیب نہیں جانتا۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علم غیب نہیں تھا۔ تو بتائیے جب سید الرسل کو علم غیب نہ تھا تو پھر کوئی پیر، شہید، مجذوب، سالک، عابد کاہن، نجومی اور یہ نام نہاد عامل جنات کس شمار و قطار میں ہیں۔

اور خود جنوں کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ بھی علم غیب نہیں رکھتے چنانچہ جنات مکان کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام ان کی نگرانی فرما رہے تھے۔ عصا پر سہارا تھا۔ اسی عالم میں حضرت سلیمان علیہ السلام وفات پا گئے۔ مگر لاٹھی کے سہارے لمبی مدت تک زندوں کی طرح کھڑے رہے۔ پھر ایک مدت کے بعد جب گھن نے لکڑی کو کھا لیا تو ان کا جسد مبارک زمین پر گر پڑا تو پھر کہیں جا کر جنات کو اُن کی وفات کا علم ہُوا۔ اور جنوں کو یہ ماننا پڑا کہ ہم غیب دانی کے دعوٰی میں جھوٹے ہیں چنانچہ سورہ سبا میں ہے :۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔

یعنی پھر ہم نے جب (حضرت سلیمانؑ) پر موت کا حکم دیا اس کی موت جنوں کو کسی نے نہ بتلائی مگر زمین کی دیمک نے وہ اس کی لکڑی کھاتی رہی (جب وہ لکڑی کھوکھلی ہو گئی تو سلیمان گر پڑا۔ اس وقت جنوں کو معلوم ہوا اگر وہ غیب کی باتیں جانتے تو مدت تک ذلت کی محنت میں نہ پڑے رہتے۔

ان تینوں آیاتِ مقدسہ سے معلوم ہوا کہ نبیوں، فرشتوں اور جنوں کو غیب کی باتوں کا کچھ پتہ نہیں۔ بتائیے ایسی صورت میں ان نام نہاد نجومیوں رمالوں، پانڈوں، کاہنوں اور عاملوں کے ڑٹلیات کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ یہ سب جھوٹے اور افترا پرداز اور جعل ساز لوگ ہیں۔ ان لوگوں کے پاس جانا اپنے ایمان کا ستیاناس کرنا ہے۔ جہاں تک قرآن و حدیث پر مشتمل آیات کے تعویذوں کا تعلق ہے تو ان کا نہ لٹکانا ہی افضل ہے جیسا کہ نواب صدیق الحسنؒ

نے لکھا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعویز لکھنا ثابت نہیں۔ البتہ آیات و احادیث پڑھ کر پھونکنا بلاشبہ جائز ہے۔ تاہم غیر شرعی تعویز گنڈے بہرحال ناپاک دھندہ ہیں اس سے حذر لازم ہے۔

۲۔ زیادہ سے زیادہ تین روز تک ناراض رہ سکتا ہے تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے ناراض رہنا اور گفتگو بند رکھنا شرعاً جائز نہیں۔ سنن ابی داؤد میں ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ،
لَا يَكُوْنُ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُسْلِمًا فوق ثلٰثةٍ فَاِذَا لَقِيَهُ سَلَّمَ
عَلَيْهِ ثلٰث مَرَّاتٍ كُلَّ ذالك لا يَرُدُّ عليه فقد بَآءَ بِاِثْمِهٖ

سیدہ عائشہؓ کا بیان ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ مقاطعہ (بائیکاٹ) رکھے۔ پس جب اس کو ملے تو تین بار السلام علیکم کہے اگر وہ اس کا جواب نہ دے۔ (صلح نہ کرے) تو اس طرح بائیکاٹ کا سارا گناہ جواب نہ دینے والے پر ہوگا۔ ہاں اگر اس پر ظلم ہوا تو اس کی تلافی بھی کرے۔ اور اگر بائیکاٹ کا سبب دینی امر ہو تو اس کا حکم دوسرا ہے۔

۳۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ صلح اور سلام کی پیش رفت کرنے والے کا خیر مقدم کریں اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس کی آمد کی قدر کریں۔ ورنہ سخت گنہگار ہوں گے۔ جیسا کہ اوپر کی حدیث میں گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

مکرمی و محترمی مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع قرآن وحدیث کی روشنی میں کہ زید اپنی بیوی کو بایں الفاظ مورخہ ۹/ ۲/ ۱۳ کو طلاق لکھ کر بھیج دیتا ہے۔ طلاق کی عبارت من وعن درج ذیل نقل ہے۔

"میں مسمّی زید بن فلاں قوم فلاں ساکن فلاں، تحصیل و ضلع فلاں اپنی بیوی مسماۃ فلاں دختر